ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر محمد ارشاد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، عمومی: تاریخ،وفاقی، اردو یونیورسٹی برائے فنوم، سائنس وٹیکنالوجی

پاکستان بننے سے پہلے چاروں صوبوں کی معاشرتی حالت ایک جائزہ

پاکستان بنے سے پہلے ان علاقوں کی (چاروں صوبوں کی معاشرتی حالت)

Dr. Muhammad Irshad*

Assistant Professor Department of General History, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Karachi.

***Corresponding Author:** m.irshad@fuuast.edu.pk

A Socio-Historical Analysis of the Social Conditions of the Four Provinces before the Creation of Pakistan

This article will look into the socio-economic and cultural status of the four provinces which became later to be Pakistan before the formation of the state in 1947. It claims that, the pre- partition society in Punjab, Sindh, Balochistan and the North-West Frontier Province was mainly influenced by the colonial policies, feudal organization and even regional social tradition. The paper brings out how the Mughal land allocation system underwent a gradual transformation into a strict feudal system under British dominion where huge estates were offered to the loyal landlords so as to remain in political control and secure collection of revenue. Consequently, the social inequality was heightened especially amongst the Muslim communities, as they were now facing educational and economic degradation following the year 1857. The paper also examines the unique social set up in each of the provinces. The political instability and economic misery increased the role of pirs and religious elites in Sindh. Balochistan was mostly tribal and semi-nomadic and the authority was concentrated with the hands of tribal chiefs and sardars. On the same note, the North-West Frontier Province still had a robust tribal and customary legal framework founded on Pashtunwali, and a formal

colonial government was minimal. On the contrary, canal irrigation, urbanization and British administrative reforms resulted in a relatively higher economic growth in Punjab, but still, social stratification and landlord domination remained. The concluded study relies on the fact that the backward socio-economic status, educational inequality and preponderance of feudal and tribal institutions in these regions all played a highly important role in the political awareness of the Muslims and an impetus towards the need to have their own homeland. Therefore, the article gives a broad historical context of the social situation that shaped the development of Pakistan.

Key Words: *The colonial rule; Feudalism; Socio-economic status; British India; Pakistan formation.*

"پاکستان بننے سے پہلے ان علاقوں کی (چاروں صوبوں کی) معاشرتی حالت"

پاکستان بننے سے پہلے یہاں کی معاشی اور معاشرتی حالت بہت خراب تھی۔ مغلوں کے زمانے میں بھی برصغیر میں جاگیر رادانہ نظام موجود تھا جسے انگریزوں نے اپنے مفاد میں قائم رکھا۔ مغل عہد میں یہ تقسیم مستقل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ اُمراء کے مرنے کے بعد اسے واپس لے لیا جاتا تھا۔[۱]

پورے ہندوستان کی طرح یہاں یہ بھی ہوا کہ سلطنت مغلیہ کے کمزور پڑ جانے کے بعد یہاں پر موجود نوابوں اور جاگیر داروں نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کرلی تھیں بعد میں سکھوں نے بھی زمین چھین کر اپنے لوگوں میں تقسیم کیں لیکن جب انگریز ہندوستاں آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ تمام لوگوں کو کنٹرول کرنا مشکل کام ہے کیونکہ ان کی تعداد خود بھی کم تھی۔ اس لئے انہوں نے نوابوں کی ریاستوں کو ختم کر کے یا اسے بہت کمزور کر کے یہاں پر اپنے ریذیڈینٹ مقرر کر دیئے۔ اسکے ساتھ ساتھ ایک دوسرا المیہ یہ ہوا کہ جو لوگ پہلے یہاں کے نوابوں یا جاگیر داروں کے خلاف تھے وہ انگریزوں کے وفادار بن گئے، اسکے ساتھ ہی نوابوں اور جاگیر داروں کو کنٹرول کرنے کیلئے ضروری تھا کہ نئے جاگیر داروں کو طاقتور بھی بنایا جائے اور یہاں پر موجود لوگوں کو بھی ان لوگوں کے ذریعے کنٹرول میں رکھا جائے اس لئے "ان وفاداروں" کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کر کے انہیں طاقتور بنایا گیا۔[۲]

انگریز یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ سیاسی استحکام کیلئے اس گروپ سے اتحاد کرلینا بہت ضروری ہے اور اسی وجہ سے انگریزوں کو سب سے زیادہ فوجی پنجاب سے لے اور انہوں نے اس گروپ کو طاقتور رکھا۔ جس سے انہیں مالیہ حاصل کرنے میں بھی فائدہ ہوا۔[۳]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

1857ء کے بعد یہاں پر نوکریاں بھی صرف ان لوگوں اور علاقوں کیلئے مخصوص کردی گئیں۔ جہاں انگریز حکومت کے خلاف کسطرح کی بغاوت نہیں کی گئی تھی یا ان لوگوں نے بغاوت کچلنے میں انگریزوں کے ساتھ دیا تھا۔ بنگال آرمی کو بھی انگریزوں نے صرف اس لیے ختم کردیا تھا کہ ان لوگوں نے (فوجیوں نے) بغاوت میں حصّہ لیا تھا۔

انگریزوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی جسکی وجہ سے وہ صرف مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن خیال کرتے تھے۔۴ دوسری طرف یہاں کے مسلمانوں نے بھی اس دشمنی کا جواب عقلمندی سے دینے کی بجائے دشمنی سے ہی دیا اور انگریزوں سے ہر طرح سے اپنا تعلق ختم کرلیا۔ مسلمانوں کی اس کمزوری سے ہندوؤں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور جلد ہی انگریزوں کو ایک نیا گروپ حلیف کے طور پر مل گیا۔ یہ سلسلہ پہلے بنگال مدارس اور بمبئی سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ دوسرے صوبوں میں بھی پھیل گیا اور ایک وقت ایسا آیا جب مسلمان صرف زراعت کی حد تک اپنے آپ کو محدود کرنے پر مجبور ہوگئے۔

جبکہ انگریزوں نے بلوچستان، سرحد، اور FATA کا علاقہ ہمیشہ الگ رکھا اور کوشش کی گئی کہ ان علاقوں میں معاشرتی مسائل پیدا کردیئے جائیں لوگوں کو معاشی طور پر بدحال کردیا جائے تاکہ یہاں کے لوگ روزگار کی تلاش میں رہیں اور صرف فوجی ملازمت کو جاری رکھا جائے تاکہ انگریز حکومت کو ان علاقوں سے صرف فوجی ملتے رہیں۔ اور یہ لوگ اس پالیسی کے تحت ان علاقوں سے صرف فوجی لیتے رہے۔

یہاں کے معاشرے میں دوسرے لوگوں کی طرح سیدوں اور پیروں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے یہ لوگ اپنے علاقوں کے زمیندار بھی تھے اس لئے انکی اپنی ایک حیثیت تھی اپنی اسی حیثیت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ لوگ ملکی سیاست میں وارد ہوتے اور پاکستان بننے کے بعد بھی ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرتے رہے ان پیروں اور سیدوں کے عروج میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ اٹھارویں صدی کے آخر میں سیاسی عدم استحکام اور معاشی خرابی نے یہاں پر پیری مریدی کے نظام کو زیادہ محرک کیا جس سے اس نظام کے پھیلاؤ میں تیزی آنا شروع ہوئی اور اس نے سندھ میں خاص طور پر زیادہ کی قوت حاصل کی۔۵

ان افراد کو سیاسی عروج ملنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے حلقۂ احباب (یا مریدین) میں بڑے بڑے زمیندار اور حکومت میں شامل افراد بھی ہوتے تھے اسی وجہ سے یہ لوگ باآسانی سیاست میں داخل ہوتے رہے اور اپنی سیاسی حیثیت کو بڑھاتے رہے خود کلھوڑا خاندان کے اجداد بھی میر مہدی جونپوری کے خلیفہ تھے (سندھ کے حکمران بننے سے پہلے پندرویں صدی میں) اسکے بعد سترھویں کے آخر میں اپنے مریدوں جسے تالپور اور بلوچوں کے حمایت کی وجہ سے اورزیادہ طاقت حاصل کی اور بعد میں سندھ کے حکمران بن گئے۔٦

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

سندھ میں مستند صوفی سلسلوں میں جلالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور چشتیہ تھے ان میں جلالیہ سندھ میں غالب حالت میں تھا جبکہ دیگر سلسلے ہندوستان میں زیادہ مقبول تھے ایک بات خاموں طور پر قابل ذکر ہے کہ یہاں پر پیروں کے مسلمان مریدین کے علاوہ ہندو مریدین بھی ہوا کرتے تھے۔۷

انگریز نے نئی نئی پالیسیاں بھی ساتھ لائے ان کی ایک پالیسی یہ بھی تھی کہ اہم افراد کو زیادہ اہم بنادیا جائے جبکہ کم اہم افراد کو تقریباً بے کار بنادیا جائے اسکے بعد سندھی معاشرے میں "پیروں" کے بڑھے ہوئے اثرات کا اندازہ لگایا گیا تا کہ مستقبل میں ان سے فائدہ اُٹھایا جائے اور سندھ سے انکی دلچسپی کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ یہاں پر اپنے تجارتی مقاصد کے علاوہ اپنے فوجی پالیسی کی تکمیل چاہتے تھے۔۸

انگریز جانتے تھے کہ وہ زیادہ عرصے تک صرف فوجی طاقت کی بنیاد پر حکومت نہیں کرسکتے اور انہیں فوجی طاقت کو سیاسی طاقت میں تبدیل کرنا ہوگا اُسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے مذہبی رہنماؤں بھی کو اہمیت دینا شروع کی تا کہ انکی حکومت مستحکم ہوسکے۔۹

یہاں یہ ایک مسئلہ اور بھی تھا جو کہ بعد میں بڑھتا چلا گیا۔وہ یہ کہ جیسے جیسے یہاں کے مسلمانوں سے تعلیم کی کمی کا احساس کیا یا دوسرے لفظوں میں مصلحین جیسے سرسید اور حسن علی آفندی وغیرہ کے بیانات اور انکی اصلاحات کا اثر لینا اور تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو مسلمانوں اور دیگر اقوام خاص طور پر ہندوؤں سے باہمی چپقلش بھی بڑھتی گئی۔اور ملازمتوں کے حصول کیلئے ایک جنگ کی سی کیفیت پیدا ہوتی چلی گئی اور مسلمانوں کو شدید دقت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ان کی انگریزی سے دوری کی پالیسی نے ان کا اچھا خاصا نقصان کردیا تھا اور اب تک تمام محکمہ جات غیر مسلموں کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔

ان معاشرتی خرابیوں اور معاشی بدحالی کی وجہ سے یہاں پر مسلمان ہندوؤں کے قرضے کے نیچے دبتے چلے گئے اور قرض کے ساتھ ساتھ اُن پر سود کا بوجھ بھی بڑھتا چلا گیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ قرضوں کی ادائیگی میں زمین ہندوؤں کے قبضے میں جانا شروع ہوگئی ۱۹ویں صدی کے نصف تک یہاں پر ہندو زمینداروں کی تعداد جو تقریباً ایک فیصد تھی لیکن جب پاکستان بنا تو انکی تعداد تقریباً ۳۳٪ ہوگئی تھی اس خرابی کو دیکھتے ہوئے حسن علی آفندی نے دو قانون پاس یا جس میں پہلا قانون کروائے۔

Daccan Ramers Encum berid Relief act

تھا جو کہ سندھ میں ۱۸۷۶میں پہلی بار متعارف کرایا گیا اسکے بعد اسے Dacan Lastate Act 1881, 1883"1886 میں جاری کیا گیا۔اس میں پہلے قانون میں سود لینے پر حد بندی کردی گئی تھی جبکہ دوسرے قانون میں کمشنر کو یہ اختیارات مل گئے تھے کہ وہ ایڈمنسٹریر مقرر کرے جو اس زمین کا انتظام سنبھال کر قرضوں کی ادائیگی کرکے زمینیں پھر ان کے خاندان کو واپس کرے یعنی ادائیگی کی صورت میں وہ اپنی زمینیں واپس لے سکیں۔ان قوانین کا پس پردہ مقصد بھی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

غالباً مسلمانوں کو ہندوؤں کے غلبے سے بچانا تھا یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوؤں کے اس اثر کو جو زمینین قبضے میں حاصل کر رہے تھے اسے روکنا تھا۔ ۱۰؎

سندھ رسم ورواج کی سختی سے پابندی کی جاتی رہی ہے اونچی ذات کا فرد اپنے لئے صرف اپنے خاندان میں ہی رشتہ تلاش کرتا تھا اسی طرح بعض اوقات زمین کی تقسیم کو روکنے کیلئے لڑکی سے شادی قرآن سے کرنے کی رسم بھی یہاں پائی جاتی تھی اسی طرح یہاں پر کاروکاری کی رسم بھی عام رہی ہے یہ رسم سندھ اور بلوچستان میں صدیوں سے رائج ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں اگر صرف گھر والوں کو پتا چل جائے کہ ان کی عزیزہ کسی کو پسند کرتی ہے تو وہ واجب القتل ہو جاتی ہے جبکہ عموماً یہی قانون میں مردوں پر بدلا گو نہیں ہوتا، اگر بات صرف غیرت اور ہیجانی کیفیت کی ہو تو شاید عقل تسلیم کر لے لیکن یہ رسم یہاں پر ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت دشمن کو یا ناپسندیدہ شخصیت کو ہٹانے کیلئے بھی استعمال ہوتی ہے اور عموماً عوات کو ہلا کر دیا جاتا ہے اور مرد فرار ہو جاتا ہے یا پھر اسے افراد کو موقع فراہم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں عورت کے گھر والے عزت کا معاوضہ رشتہ یا زمین کے ٹکڑے کی شکل میں مانگتے ہیں جو کہ مرد کے رشتے دار اپنی جان کی خاطر ہر چیز معاوضے کے طور پر دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ۱۱؎

بلوچی شجرہ کے مطابق بلوچوں کو حضرت امیر حمزہؓ کی اولاد کہا جاتا ہے جبکہ دیگر دوسرے مورخین کے مطابق یہ بارہ (۱۲) اسرائیلی قبیلوں سو سے دوگم شدہ قبیلوں کی اولادیں ہیں۔ ۱۲ بلوچستان کا رقبہ ۱۳۴۰۰۰ مربع میل ہے اور تقریباً پاکستان کا ۴۰٪ رقبہ ہے۔ ۱۳؎

تقسیم کے وقت اسے ایک وحدت کا درجہ حاصل نہیں تھا۔ برطانوی دور میں یہ صوبہ ایک فاصل علاقہ تھا۔ ۱۹۴۷ء میں عملی طور پر تین بلوچستان تھے۔ فاصل علاقہ برطانیہ کی عمل داری میں تھا دوسرا حصے میں سرحدی علاقے شامل تھے۔ جنھیں برطانوی حکومت سے معاہدے کے بعد حاصل کیا گیا تھا، بھی برطانوی نوآبادیاتی انتظام کے تحت تھا، اور بلوچستان کی ریاستیں جو اپنے مقامی سرداروں کی حکمرانی میں تھیں جن میں زیادہ طاقت ور خان قلات تھا۔ ۱۴؎

بلوچستان کی آبادی ۵۰٪ سے کم بلوچوں پر مشتمل ہے۔ صوبہ کے شمالی علاقہ میں زیادہ تر پٹھان ہیں کوئٹہ کے گرو و نواح میں بھی پٹھان آباد ہیں، جنوبی ساحل پر مکرانی آباد ہیں۔ اسکے علاوہ لسبیلا اور سبی کے اضلاع میں سندھی اور اسرائیکی زبانیں بولی جاتی ہیں، کوئٹہ پشتو اور لورالائی میں پشتو کے علاوہ پنجابی بھی بولی جاتی ہے۔ قلات کا وسیع علاقہ براہوی بولتا ہے، اصل بلوچی بولنے والے قبیلے ایران کی سرحد کے ساتھ ساتھ آباد ہیں، خاران، مکران اور چاغی کے اضلاع کے بلوچوں کی کثیر تعداد بلوچستان سے باہر ملتان سے لے کر سندھ تک آباد ہے اور سرائیکی اور سندھی سے زیادہ مانوس ہیں۔ ۱۵؎

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

یہاں کا معاشرہ ایک نیم جاگیر دارانہ اور نیم قبائلی معاشرہ ہے اور بلوچستان کے مخصوص جغرافیائی حالات اور اقتصادی وسائل کے پیش نظر یہاں کے باشندوں کی معیشت میں مویشی خصوصاً بھیڑ بکریوں کے گلے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ۱۶ خاص طور پر یہاں پر نیم خانہ بدوش اور خانہ بدوش افراد کا گزارہ زیادہ تر مویشی پالنے پر ہی ہوتا ہے۔ ۱۷۔

بلوچستان کے ذیلی سماج میں دنیا بھر کے معاشروں کی طرح ممتاز اور مراعات یافتہ طبقے بھی پائے جاتے تھے (ہیں) اور یہاں بعض خاندان امتیازی حیثیت کے مالک خیال کیئے جاتے تھے (ہیں)۔ ان میں خود خان کا قبیلہ (خاندان) بھی شامل تھا (ہے) ان کے علاوہ اکثر قبیلوں کے سردار، علاقائی سردار جو مکران، خاران اور لسبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، ممتاز حیثیت کے مالک سمجھے جاتے تھے (ہیں) ان میں پشتون قبیلے کے سربراہ بھی شامل تھے (ہیں)۔ ۱۸۔

اپنی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے بلوچوں کی بیشتر تعداد کلہوڑوہ اور تالپوروں کے زمانے میں سندھ میں خاص طور پر کراچی میں آگئی تھی۔ براہوی جو کہ بلوچی زبان سے مختلف ہے۔ قلات میں ہیں آباد قبیلہ بولتا ہے۔ کوئٹہ جو کہ بلوچستان کا زیادہ" ترقی یافتہ" حصہ ہے، میں تقریباً ۵۰ فیصد پختون آباد ہیں اور تجارت پیشہ ہیں۔ ۱۹ بلوچ قبائل میں مری اور بگٹی سب سے بڑے خیال کئے جاتے ہیں۔ وہ عرب النسل سمجھے جاتے ہیں، جبکہ براہوی جو کہ بلوچوں کے ساتھ رہتے ہیں عموماً علاقے کے اصل باشندے سمجھے جاتے ہیں ان کو عام طور پر دراوڑی نسل کے باشندے سمجھا جاتا ہے۔ ۲۰۔

یہاں پر دشمنی در نسل چلتی چلی آرہی ہے قبائلی نظام سخت ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ اس نظام سے یا قبیلے سے الگ نہیں رہ سکتے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ یہ مملکت پاکستان واحد علاقہ ہے جہاں ساری صوبائی زبانیں بولی جاتی ہیں اور وہ علاقے جو ایران کی سرحد کے ساتھ آباد تھے۔ (ہیں) ان میں آباد قبائل کی زبان پر فارسی کا زیادہ اثر ہے۔ اسکے علاوہ تجارتی معاملات چوں کہ پختونوں کے ہاتھ ہیں۔ اس لئے یہاں پر پٹھانوں اور بلوچوں کی کشمکش بھی جاری رہتی ہے ۲۱۔

یہاں پر تجارت اور کاروباری معاملات میں بھی بعض اوقات زمیندار یا قبیلے کا سردار اپنے آپ کو آگے رکھتے تھے اسکے علاوہ فتح کے بعد لوٹے ہوئے مال میں اپنا حصہ لے لیتے تھے جبکہ بعض اوقات اس مقصد کیلئے فوج بھی استعمال کرنا پڑ جائے تو گریز نہیں کرتے تھے۔ ۲۲۔

یہاں پر زراعت اور آب پاشی کا طریقہ، وزن اور پیمائش کو مشرقی حصّہ کے بلوچوں نے سندھ اور پنجاب سے لیا ہے جبکہ مغربی حصّہ کے بلوچوں نے یہ چیزیں ایران سے لی ہیں۔ اور وہ تمام علاقے جہاں پانی کی قلت ہے یہاں پر آب پاشی کیلئے جب پانی استعمال کیا جاتا ہے تو یہ خیال رکھا جاتا تھا کہ اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے اس لئے یہاں کے لوگوں نے پانی کو ضائع ہونے بچانے کیلئے کاریزیا قناعت کا طریقہ آب پاشی کیلئے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ ۲۳۔

ریاست قلات کے زیر اثر علاقے میں، جسکی آبادی چند لاکھ نفوص پر مشتمل تھی ۷۴ سرداریاں قائم تھی ہر علاقے کا سردار اپنے قبیلے کا سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ اسکو زبان میں نکلا ہوا ہر لفظ قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ انتظامی اور عدالتی تمام

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

اختیارات صرف اسی ایک شخص کو حاصل تھے انکی اپنی جیلیں ہوتی تھیں، ہر قبیلہ اپنی ذیلی شاخوں میں تقسیم تھا اور ہر شاخ یا ذیلی قبیلہ میں ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار افراد شامل ہوتے تھے۔ جس کا سربراہ معتبر اور کہیں کہیں" مقدم یا ٹکری" کہلاتا تھا۔

معتبر ٹیکس وصول کرکے سردار کے خزانے میں جمع کراتا تھا جب کہ سردار قبیلے کی تمام اراضی کو اپنی ملکیت سمجھتا تھا سوائے معتبر کی زمینیوں کے آراضی ہیں کاشتکاری بذریعہ بے گار کی جاتی تھی جس سے انکار ممکن نہ تھا پیداوار کے علاقہ بجار، زرشاہ، لائی گرکے ناموں سے ٹیکس وصول کئے جاتے تھے، ٹیکس نہ دینے پر زمین کا کچھ حصہ دینا پڑتا تھا، اس طرح لوگ آہستہ آہستہ اپنی پوری زمین سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔۲۴۔

ملکیت کے لحاظ سے قلات سے زمینوں کو تین قسموں میں باٹا جاسکتا تھا۔ خانا قلات کی اپنی زمین جس سے ریاست کیلئے وصول مالیہ کیا جاتا تھا۔ یہاں پانی بھی موجود تھا اور زمین بھی ذرخیز تھی، دوسرے نمبر پر قبائلی زمین تھی یہ کسی ایک فرد کی ملکیت نہیں تھی۔ ان پر پورے قبیلے کا حق تھا یا کسی ایک جزوی قبیلے کا ہوتا تھا۔ جنگ کے سلسلے میں جو زمین حاصل ہوتی تھی اسکو آپس میں باٹا جاتا تھا، اچھی زمین سردار کو دی جاتی تھی اسے دستار کہتے ہیں اور ایک قسم کی زمین جسے سھم کہتے ہیں یہ زمین قبیلے کے پاس ہوتی تھی، انکی آمدنی صرف جنگ کیلئے استعمال ہوتی تھی۔۲۵۔

اسی لئے قیام پاکستان کے وقت پنجاب، سندھ اور سرحد میں کسی حد تک ترقیاتی کام نظر آتے ہیں لیکن صوبہ بلوچستان میں ایک بھی کالج نہیں تھا پورے ریاستی علاقے میں صرف ایک ہائی اسکول تھا اور گنتی کے چند پرائمری اور مڈل اسکول تھے پورے علاقے میں شاید ایک شفاخانہ تھا پورے علاقے کی پوری آبادی علاج و معالجہ کی بنیادی سہولتوں سے محرم تھی، آزادی رائے جیسی چیز سے یہاں کے لوگ نابلد تھے خوراک کی کمی اور معاشی مسائل کی وجہ سے یہاں کے لوگ نقل مکانی کرتے رہتے تھے۔۲۶۔

ہندو آبادی زیادہ تر شہروں میں رہتی تھی۔ یہ لوگ نجی معاملات اپنی پنچائیتوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور اکثر کا فیصلہ وہیں ہوتا تھا۔۲۷ یہاں یہ غیر بلوچی اقوام بھی موجود تھیں ان میں تاجک، سندھی اور پنجابی شامل تھے یہ لوگ اپنے علاقوں سے ہجرت کرکے یہاں پر آباد ہوگئے تھے۔ یہاں پر یہ لوگ ادنی درجے کے شمار ہوتے تھے جبکہ یہ لوگ تعداد میں کافی تھے۔۲۸۔

سندھی، تاجک اور پنجابیوں نے یہاں کی سماجی اور معاشی زندگی میں اپنے اثرات بھی منتقل کئے ہیں اور یہاں کی سرکاری وغیرہ میں بھی مقامی لوگوں سے کافی آگے آگئے تھے (ہیں) ان کے ساتھ ہندو بھی تجارت میں اپنے آپ کو آگے لانے میں کامیاب رہے ہیں۔۲۹۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

بلوچ معاشرے میں تمندار(Tumandar) اور مقدم اہمیت کے حامل تھے ان میں تمندار کا کام دیکھ بھال کرنا اور فوجی دستے کا انتظام کرنا تھا اسکے علاوہ یہ لوگوں کو سزا دینے، انصاف فراہم کرنے اور ٹیکس وصول کرنے کا کام بھی کرتے تھے اور ٹیکس وصول کر کے خان کو دیتے تھے۔۳۰؎

سرحد میں انتہائی شمال میں جو قبائل چترال، دیر اور گلگت کی وادیوں میں آباد تھے(ہیں) ان کا تعلق ترک اور منگول نسلوں سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سوات اور باجوڑ کے زیادہ تر پٹھان قبائل اور بلوچستان کے سبی اور پشین کے لوگوں کو انڈو یوروپین کہا جاتا ہے، جبکہ ان کی روایات انہیں عرب کے قریش قبیلے سے ظاہر کرتی ہیں۔ اور ان میں کچھ قبائل جو افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ آباد ہیں ان میں شنواری، مہمند خٹک اس آفریدی وزیری، یوسف زئی، بنگش شامل ہیں اور کچھ قبیلے بلوچستان میں سبی و پشین میں بھی آباد ہیں جن میں پانی، ترین اور اچکزئی شامل ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں آباد لوگ زیادہ تر پشتو زبان بولتے ہیں اور عام طور پر انہیں پٹھان کہا جاتا ہے۔ پٹھان تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں لیکن یہاں پر اعوان، گجر، پنجابی اور بلوچ بھی رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا قبائل کے علاوہ اور کرزئی، توری، شیرانی، عمرزئی، مراوت بنوچی، ملاگری اور داور وغیرہ بھی آباد تھے اور آج بھی اسی طرح آباد ہیں ان قبائل میں یوسف زئی کبیر ترین قبیلہ شمار کیا جاتا ہے جبکہ خٹک دوسرے نمبر پر آتے ہیں، غیر پٹھان میں اعوان زیادہ معروف ہیں خاص طور پر زراعت ہیں مہارت رکھتے ہیں۔۳۱؎

پاکستان بننے سے پہلے سرحد کو پنجاب کے ساتھ ملا کر N.W.F.P کا نام دے دیا گیا تھا تا کہ انتظامی اخراجات بچ جائیں۔ اس وقت صوبہ سرحد کے قبائلی علاقوں میں مالاکنڈ، خیبر، قم، شمالی اور جنوبی وزیرستان اور چھ ضلع جس میں ہزارہ، مردان، پشاور، کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں شامل ہیں۔۳۲؎

یہاں پر شروع سے پٹھان قبیلوں میں تقسیم ہیں اسکے علاوہ ہر قبیلے کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ایسی جگہ اپنے لئے منتخب کرے جہاں جانوروں کے لئے گھاس اور استعمال کیلئے پانی بآسانی دستیاب ہو۔ یہاں پر ملک اور خان وغیرہ کیلئے قلعہ بھی ایسی ہی جگہ بنائے جاتے تھے تا کہ آس پاس کے علاقے بھی کنٹرول میں رہیں۔۳۳؎

پاکستان بننے سے پہلے یہاں بھی دیناد یگر علاقوں کی طرح غلام رکھے جاتے تھے۔ MB.Bellew کے مطابق یوسف زئی قبیلے کے خان اور ملک غلام رکھتے تھے اور ان میں بعض کے پاس سو سے بھی زیادہ غلام ہوتے تھے۔ ان سے کاشت کاری کا کام لیا جاتا تھا اور دیگر گھریلو کام بھی کرتے تھے۔۳۴؎

یہاں کے قبائل میں محصور معاشرے کے تصور قائم کرنے کیلئے بہترین مواد ملتا ہے پاکستان بننے سے پہلے بھی بین الاقوامی سرحد پر رہنے والے قبائل مثلاً آفریدی، مہمند اور وزیری جو اس علاقے میں شامل ہیں اپنی مرضی سے اپنی زندگی منظم کرنے کی آزادی ہے بعد شہری علاقوں کے فوجداری اور مالی قوانین کا یہاں اطلاق نہیں ہوتا، یہاں کے لوگ ایک روایتی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

قبائلی ضابطے کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کے عادی ہیں جسکو صدیوں سے پختون ولی یا پختونوں کا ضابطہ کہا جاتا ہے۔ اسکے برعکس صوبہ سرحد کے دوسرے نصف حصے کے پختون قبائل پاکستان کے انتظامی ڈھانچے کے اندر زندگی بسر کرتے ہیں اگرچہ یہ بھی مذکورہ بالا ضابطے کے علمبردار ہیں لیکن ان کا واسطہ ملکی قوانین سے بھی پڑتا ہے۔۳۵؎

پختونوں کے روایتی اور مرکزی معززاداروں مثلاً جرگہ، حجرہ، لشکر اور ملکی میں عورتوں کا نہ تو کوئی دخل تھا اور نہ حصہ، بلکہ انکو تو وہ حقوق بھی حاصل نہیں ہیں جو ان کو اسلام نے عطا کیئے ہیں۔ اور نہ ہی زمین کی مالک ہو سکتی ہیں اور نہ انہیں زمین ترکہ میں مل سکتی ہے اور نہ ہی وہ کسی حالت میں خلع لے سکتی ہیں اور بیوی کو طلاق دینا گالی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ پاکستان بننے کے بعد ان قوانین میں تبدیلی کے آثار نمو دار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اور بہت سے معاملات سے پہلے جیسی سختی آہستہ آہستہ نرمی میں تبدیل ہو رہی ہے۔۳۶؎

وزیری اور محسود معاشرہ کسی حد تک جمہوری تھا (ہے) اور تمام فیصلے جرگے میں کیئے جاتے ہیں جہاں پر گھرانے کا سربراہ یا ملک اپنے خیالات کا اظہار صاف صاف کرتا ہے حتیٰ فیصلے سے اختلاف کا اظہار بھی کر سکتا ہے بلکہ بستی کے فیصلے کی پابندی سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ ملک گھرانے کا سربراہ ہوتا ہے معاشرے میں اسکی حیثیت کا دارومدار دو عوامل پر ہوتا ہے قیادت کے اوصاف خاص طور پر عقل و جرات وغیرہ کے اعتبار سے اسکی اپنی شہرت اور اسکی حمایت کرنے والے اور بندوق خاص طور پر اولاد نرینہ کی تعداد اسے ممتاز کرتی ہے۔۳۷؎

فارسی زبان میں و پنج کا مطلب پانچ اور آب پانی کو کہتے ہیں اسی سے مل کر لفظ پنجاب بنا ہے۔ پہلے اسے پنجند بھی کہتے تھے اور یہ نام پانچ دریا یعنی ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم یعنی پانچ دریاؤں کی وجہ سے بنا ہے۔۳۸؎

پنجاب کے وسطی اور مشرقی حصہ سماجی اور معاشی اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ تھا جبکہ شمالی علاقہ پہاڑی ہے جنوب مغربی حصہ زیادہ تر خشک یا کسی حد تک صحرائی ہے یہاں پر آبادی کا انحصار جانور (مویشی) پالنے پر تھا یا پھر اب بھی کھیتی باڑی پر ہے۔۳۹ پنجاب کا زیادہ تر علاقہ میدانی ہے یہاں کی زمین زرخیز ہے جسکی وجہ سے یہاں کاشت کاری دیگر علاقوں کی نسبت زیادہ بہتر ہوتی رہی ہے۔۴۰؎

یہاں پر نئے رجحانات (خاص طور پر مغربی رجحانات کی وجہ سے) یہاں کی سماجی زندگی میں تبدیلی آئی ہے اور پاکستان بننے سے پہلے ہی یہاں کی معاشی خوشحالی کی وجہ سے سماجی تبدیلی اثرات ملک کے دیگر حصوں کی طرح نمایاں ہونے لگے تھے۔

یہاں کی سماجی زندگی میں پنچائت کا نظام خاصی اہمیت رکھتا ہے اس نظام کو چلانے کیلئے تمام ممبران سے چندہ لیا جاتا تھا۔ (ہے) جو کہ سرپنچ (یعنی پنچائیت کا سردار) کے پاس جمع ہوتا تھا جسے وہ مناسب موقعوں پر خرچ کرتا تھا اسے ملبہ کہا جاتا تھا۔ اور اسکے علاوہ کچھ گاؤں میں چندے کے علاوہ ٹیکس کی صورت میں پیسے لئے جاتے تھے۔ یہاں سماجی اور مذہبی جھگڑوں کا

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

فیصلہ کرایا جاتا تھا جبکہ اسکی قانونی حیثیت نہیں ہوتی تھی لیکن اسکے باوجود گاؤں میں اسکی اپنی ایک حیثیت ہوتی ہے اسکے ذریعے لوگوں کو سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔انہیں برادری سے خارج بھی کیا جاتا تھا چاہے وہ اعلیٰ درجے کے کاریگر ہوں یا کوئی اور کام کرتے ہوں۔۴۱

پنچایت کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے حکومت نے ۱۹۱۲ء،۱۹۲۱ء اسکے بعد ۱۹۳۹ء میں پنچائیت ایکٹ پاس کیا تا کہ لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔۴۲

انگریزوں کے قبضے کے بعد یہاں پر تبدیلی آئی اور انہوں نے آہستہ آہستہ یہاں کے نظام کو تبدیل کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی ترقی کا عمل جاری رکھا اور اصلاحات بھی کرتے گئے۔اُنسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع ہیں شہر کے متوسط طبقے تیزی سے آگے آئے یہ لوگ مقالی جاگیر دار طبقے سے تعلق رکھتے تھے جبکہ وسطی پنجاب میں یہ طبقہ سکھ برادری سے تعلق رکھتا تھا اس میں مسلمان طبقہ زیادہ نمایاں نہیں تھا اور کسی حد تک کمزور بھی تھا کیونکہ یہاں پر اُنسویں صدی میں ہندو غالب حالت میں تھے۔۴۳ پنجاب کے مسلمانوں نے دیگر معاملات میں ہندوؤں کے بعد حصہ لینا شروع کیا بیسویں صدی کی ابتداء میں ایسے مسلمانوں کی تعداد کو انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا اس وقت یہاں کے پنجابی مسلمان اپنا پیسہ زیادہ تر منافع بخش کاروبار میں لگاتے تھے یہاں پر معاشی صورتحال میں بہتری دوسری جنگ عظیم کے بعد شروع ہوئی، اور اب یہاں کے مسلمان جاگیرداروں نے دیگر علاقوں کے مسلمان کی طرح سیاست میں اہم کردار ادا کرنا شروع کیا۔۴۴

پاکستان میں بڑے نہری نظام کے تحت آب پاشی کی جاتی رہی ہے، پنجاب میں نہری نظام کا حقیقی بانی فیروز شاہ تغلق تھا انہوں نے مشرقی پنجاب میں جہاں پانی کی کمی کی وجہ سے زراعت ممکن نہیں تھی فیروز شاہ نے نہری نظام کو ترقی دی جس سے کاشت کاری میں اضافہ ہوا۔۴۵ بعد میں مغلوں نے اس میں اضافہ کیا۔

پنجاب میں برطانوی عہد میں بڑے دریاؤں سے بے شمار چھوٹی نہریں نکالی گیئں۔اسطرح یہاں پر دنیا کا ایک عظیم نہری نظام وجود میں آیا۔ اسطرح بڑے پیمانے پر نئی زمینیں آباد ہوئیں ۔ جو زراعت کیلئے مفید ثابت ہوئیں لیکن برطانوی حکمرانوں نے یہ زمین صرف اپنے وفاداروں میں تقسیم کیں اس طرح یہاں پر ایک طبقہ وجود میں آیا جو انگریزوں کا زیادہ وفادار تھا۔۴۶

کھیتی باڑی کے علاوں یہاں پر لوگ تجارت کے پیشے سے بھی منسلک رہے ہیں اسکے علاوہ مویشی پالنا بھی اہم ضرورت تھی ساتھ میں جہاں جہاں بارشوں کی کمی کی وجہ سے کاشت کاری مشکل تھی وہاں پر افراد کو ملازمت کے مواقع صرف فوج میں تھے یہاں سے مغلوں، سکھوں اور بعد میں برطانوی حکومت نے فوج کیلئے سپاہی بھرتی کیئے۔ مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور میاں والی ضلعوں کا شمار پنجاب کے پس ماندہ ضلعوں میں ہوتا رہا ہے۔۴۷

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

پنجاب میں مغلوں نے خاص طور پر لاہور کو ترقی دی سب سے پہلے اکبر نے اسے دس سال تک اپنا مستقر بنائے رکھا۔ ۹۰)۔۱۶۸۰) بعد میں بھی یہ مغل حکومت کے تین اہم مستقروں میں شامل رہا (یعنی آگرہ، دہلی، لاہور) مغل بادشاہوں کے خود یہاں رہنے کی وجہ سے یہاں پر معاشی ترقی دیگر علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہوئی اسکے علاوہ ملتان اگرچہ کہ سیاسی اعتبار سے غیر اہم تھا لیکن افغانستان اور وسط ایشیا کی تجارت کی وجہ سے خاص طور پر ریشم اور قالین سازی میں مشہور تھا، بعد میں سکھوں نے ان علاقوں کو اُجاڑ کرر کھ دیا۔۴۸۔

انگریزوں نے یہاں کی برادریوں میں بٹی ہوئی آبادی کو سکھوں کے ذریعے کنٹرول کرنے کی کوشش کی اور اس میں اصلاحات بھی جاری رکھیں انہوں نے اپنے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں پر تعلیم یافتہ طبقہ اشرافیہ بنایا جو اپنے سے پہلے زمینداروں کے گروپ سے مختلف تھا اسطرح عہد برطانیہ میں پنجاب کا معاشرہ گروپوں میں واضع طور پر تقسیم ہوا یعنی شہری جو نسبتاً ترقی یافتہ تھا اور دوسرا وہی جو کہ پسماندہ تھا بعد میں شہری طبقے نے یہاں پر معاشی اور سیاسی ترقی میں حصہ لینا شروع کیا۔۴۹۔

پنجاب میں جہاں بڑے زمینداروں کے گروپ وجود میں آئے وہیں پر مسلم دور کے شروع سے مذہبی امور کو چلانے اور مذہب کو مقبول بنانے کا سلسلہ بھی جاری رہا اور اسے تمام لوگوں تک پہنچانے میں صوفیوں اور ان کے بعد پیروں نے اہم کردار ادا کیا۔ یہاں پر اسلامی فتوحات کے ساتھ ساتھ صوفیاء کرام کی آمد کا بھی سلسلہ جاری رہا۔۵۰۔

یہاں پر بزرگان دین، شاعر علماء اور انتظامی امور کے ماہرین نے ہجرت کر کے سکونت اختیار کی۔ لاہور کے بعد ملتان، و یپال پور اسکے علاوہ اور بھی جگہوں پر رہائش اختیار کی۔ ان میں سلطان سخی سرور، شیخ حسین زنجانی، شیخ علی ہجویری، سعد سلمان بہاؤالدین زکریا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کے علاوہ کئی صوفی بزرگان دین نے یہاں آکر تبلیغ دین و اصلاح معاشرہ کا کام کیا۔ ان لوگوں کی وجہ سے آہستہ آہستہ مغربی علاقے میں بیشتر آبادی مسلمان ہوگئی جبکہ مشرقہ حصہ اس سے کم متاثر ہوا۔ یہاں پر لوگوں کی ثقافتی زندگی پر بھی یہ لوگ اثر انداز ہوئے۔۵۱۔

ان بزرگان کو بادشاہوں کی طرف سے انعامات بھی دیئے جاتے رہے لیکن عموماً یہ لوگ اس سے دور رہے ہیں۔ ان صوفیوں اور بزرگان نے ایک صحت مند معاشرہ تعمیر کیا اور اس سے ایک اچھی سیاسی فضا وجود میں آئی۔۵۲۔

پیروں کے علاوہ یہاں پر مقبرے بھی بابرکت تصور کئے جاتے تھے یہاں پر موجود سجادہ نشین جو کہ اپنے آپ کو ان بزرگان دین کا جانشین کہتے تھے، بھی بڑے زمیندار تھے اسکے علاوہ خود ان کے مریدوں کی تعداد بھی لاکھوں تک پہنچتی تھی ان کی اسی اہمیت کو دیکھتے ہوئے برطانوی دور میں ان لوگوں کو مراعات دینے کی کوشش کی گئی۔ تاکہ یہ لوگ بمعہ اپنے مریدوں کے برطانوی حکومت کے وفادار رہیں۔۵۳۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

برصغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح پنجاب میں ان پیروں اور مزاروں کے روایتی اور قدامت پرستی کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے" اہل حدیث "فرقے کے علمائے کوشش کیں۔ لیکن یہ لوگ نمایاں تبدیلی پیدانہ کرسکے، شہری علاقوں میں انکی تعلیمات نے کسی حدتک مقبولیت حاصل کی اسکی ایک بڑی وجہ شہروں میں جدید تعلیمی نظام کے اثرات تھے۔۵۴۔

حوالہ جات

1- SARAH-F-D Ansari:-Sufi, Saints and State Power, The Pirs of Sindh (1843-1947).Cambridge University Press,UK.1992.p.13

2- Yu-v-Gankovsky:- The Peoples of Pakistan,Moscow,1971-P-181

نوٹ:۔انگریزوں سے پہلے بھی زمینیں تقسیم کی جاتی تھیں۔ جسے سندھ میں تالپوروں نے اپنے عزیزوں اور بلوچ قبیلے کے خان (خوانین) کو زمینیں تقسیم کیں۔ اور شرط یہ رکھی کہ وہ انہیں فوجی مہیا کریں گے۔ اسکے علاوہ احمد شاہ ابدالی کی جانب سے بھی افغانوں کو زمینیں تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح کلہوڑا خاندان نے بھی زمینیں یہاں پر دیگر خاندانوں کے علاوہ سید خاندانوں کو بھی دیں۔ جن کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مزید دیکھیں:۔ Richard F.Bueton:Sindh and the Races that inhabit the valley of Indus:Brothers,Karachi,2nd Edition.1988.P.233

3- Imean Ali:The Punjab under the Imperialism(1885-1947).Rekha Printers Ltd.New Delih,1989-P-63

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی:" جدوجہد پاکستان "شعبہ تصنیف و تالیف، ترجمہ، کراچی یونیورسٹی ص۔۲۶ ۴-

5- J.M Parsram:Pakistan and Sindh P.1-2 , 6- Yu.v. Gankovsky.p 132.

7- Richard R. Barton P.231, 8- R.A Hutten back:- British Relations with Sindh (1799-1843), 9. Berkeley.1962. M.E yapp: Strategies of British India: Britain,Iran and Afghanistan (1789-1850).oxford.1980.

۱۰۔ ایضاً ص۔۳۶-۳۷(سارہ انصاری)۹-ایضاً ص۔۵۴(بحوالہ سارہ انصاری)

۱۱ روزنامہ جنگ کراچی(بدھ رمیڈویک)۸سے ۱۴مئی ۱۹۹۶ء۔ ص۔۵۔

12- Dr M.H.Siddiqi Pakistan culture, Fdorol Ministry of Education Govt of Pakistan Islmabad Pulbished by National Book Foundotion Islamabad Pakistan.PP.11-16.

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

13- Khalid bin Saeed:- Politics in Pakistan .The Noture and Diretion of change U.S.A P-1980-:114

14- لارنس وین گاڈزائرنگ (ترجمہ یوسف اعوان) "پاکستان کا سیاسی بحران" وین بک لمٹیڈ ۱۷۸-۱۹۸۳ص ۱۴- 15 ۱۵

- A.B Awan,Balicnis tan Historical and Politi cal prucess, londn 1985,P,127 , 16- ملک محمد سعید دھوار:۔ "بلوچستان تاریخ کی روشنی میں" نساءٹریڈر کوئٹہ ۱۹۸۵ء ۵۱ ۱۶

17- بحوالہ: ملک محمد سعید دھوار ص ۵۱ .18 , y u.v Gankovsky P-145 - بحوالہ بالا

19- Khatid bin Sreed: Politics in Pakistan, the Naiture and Diree tion Of chauje U.S.A.1980.P.114, 20- بحوالہ لارنس زائدنگ ص۔ 208

۲۱- ارشد سید کریم "پاکستان، معاشرت، سیاست حکومت اور معیشت" کراچی ۱۹۸۹ ص ۳۰۰

۲۲: بحوالہ بالا-- y u.v Gankovsky P 148. ,

۲۳- ایضاً ص ۱۵۰, ۲۴/ سید محمود شاہ بخاری "تاریخ بلوچستان" ص ۵۵۰ -

۲۵ ریٹائرڈ بریگیڈیئر ایس عثمان حسن "بلوچستان ایور تاژ" گوشر ادب کوئٹہ لاہور، ۱۹۸۴ص ص

۲۶ بحوالہ-- yu.v Gankoveky. PP.148, ۷۵-۷۶-۷۷

۲۷- بحوالہ بریگیڈئر (ریٹائرڈ) ایس عثمان حسن ص ۶۷, 28- H-potlinger,Travels in Balochistan and Sindh.London 1816-P,63, 29- yu,v,Gankovjky.8.153, 30- H,Potingor PP,291,294

۳۱- بحوالہ لارنس زائرنگ ص۔۱۸۸ , 32- Politics in Pakistan,the Naturs and direhin of cnage P.17, 33- H,G, Revert:- Notes on Afgainistan and Part of Baluchis tan London 1880 PP.166-167 , 34- H,B Bellew, A,General Repot on the yousuf zais Londan 1864-P.184. ۳۵- اکبر ایس احمد "پاکستانی معاشرہ" انجمن ترقی اردو پاکستان بہ اشتراک، رائل بک کمپنی کراچی ص ص ۵۴-۳۶ ۔ ایضاً ص ۲۱۵ ۔ ۳۷ ایضاً ص ۳۱۷-۳۱۸. - 38- D.C sircar :- Studies in the Googhrophy of Ancient and Medievel India.Delhi,1960-p.185. 39- Aga Mahdi Hussain:- The Rehla of Ibn-e-battuta (translation and commentry:-Oriental institute, Baroda(India),1953,pp.1-25 Yu.V.Gankovsky,p.114 بحوالہ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-09

40- B.S.Saini Forwarded by Giani Zail singh (Ex-Cheif Minister of Punjab),The Social and Economic History of the Punjab (1901-1939) Delhi,1975,p.3

۴۱ -۴۱ ایضاً ص, ۴۲-۴۰ -۴۵ ایضاً ص , 43- S.S.Thorburn:-Musalmans and Money Lnders in the Punjab London

۴۴-1886,P,18 Yu.v Gankovsky,p.187 بحوالہ

-شمش سراج عفیف ترجمہ مولوی محمد فدا علی" تاریخ فیروز شاہی حیدرآباد دکن ۱۹۳۸-ص ص،۱۲۷-۱۳۰ ۴۵

ضیاء الدین برنی ترجمہ ڈاکٹر معین الحق،" تاریخ فیروز شاہی" اکتوبر ۱۹۶۹۔لاہور ص ص ۷۹۴-۸۰۰-۴۵

45- Bakhshish Singh Nijjar,Punjab Under the Sultans(1000-1526 A.D) Book Trade, Lahore,1854-P-122

مظفر حسین ملاٹھوی،" زرعی معاشیات" غضنفر اکیڈمی۔کراچی اشاعت دوم ۲۰۷-۴۶
۱۹۸۶

47- Ian Talbot, Punjab and the Raj(1849-1947), Delhi,1988.P-1

ایضاً ص ص۱۵-۱۴-۴۸

Journal of the Royal Asiatic Society of London(1827-1887)
P.137 of Bakshish Singh Nijjqr بحوالہ

امیر حسین سنجری:۔فوائد الفواد لکھنوء.۳۵ ۵۲-۵۱

۵۲-ص Bakshis shith Nijja ۱۴۱ -

۵۳- Ian Talbot.PP-21-22-بحوالہ

R.M.Eaton.Sufis of Bijiapur(1300-1700):Social Rules Sufis in Mesieval India,Princeton,1978,PP,217-241.

۵۴- Iantal, ۲۵-۲۴ -بحوالہ